ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۃ الانعام

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۷

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ صَاحِبَةٌ‌ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ‌ۚ
وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ۝١٠١ ذٰ لِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ‌ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ۚ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ فَاعۡبُدُوۡهُ‌ۚ وَهُوَ
عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ وَّكِيۡلٌ ۝١٠٢ لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ‌ۚ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ ۝١٠٣
قَدۡ جَآءَكُمۡ بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ‌ۚ فَمَنۡ اَبۡصَرَ فَلِنَفۡسِهٖ‌ۚ وَمَنۡ عَمِىَ فَعَلَيۡهَا‌ ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ
بِحَفِيۡظٍ ۝١٠٤ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الۡاٰيٰتِ وَلِيَقُوۡلُوۡا دَرَسۡتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۝١٠٥ اِتَّبِعۡ مَاۤ اُوۡحِىَ
اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ‌ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ۚ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝١٠٦ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشۡرَكُوۡا‌ ؕ وَمَا
جَعَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا‌ ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ۝١٠٧

ل ط ف

لَطَفَ يَلْطُفُ (ن) لُطْفًا وَلَطُفَ يَلْطُفُ (ک) لَطَافَةً: لطیف ہونا۔ یہ ثقیل اور کثیف کی ضد ہے۔ (''لَطَافَةً'' ''كَثَافَةً'' کی ضد ہے۔) یعنی ہر قسم کے ثقل اور کثافت سے مبرّا ہونا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ (۱) نرم اور مہربان ہونا (۲) ایسی تدبیر کرنا کہ کسی کو اس کا احساس نہ ہو (۳) باریک بین ہونا۔

لَطِيْفٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت' اسم الفاعل کے معانی میں) : ہمیشہ اور ہر حال میں (۱) نرمی اور مہربانی کرنے والا (۲) غیر محسوس تدبیر کرنے والا۔ (۳) باریک بین۔ ﴿اَللّٰهُ لَطِيْفٌ ۢ بِعِبَادِهٖ﴾ (الشوریٰ:۱۹) ''اللہ نرمی کرنے والا ہے اپنے بندوں سے۔'' ﴿اِنَّ رَبِّىۡ لَطِيۡفٌ لِّمَا يَشَآءُ‌ ؕ﴾ (یوسف:۱۰۰) ''بے شک میرا

رب غیر محسوس تدبیر کرنے والا ہے اس کے لیے، جس کے لیے وہ چاہتا ہے۔'' اور زیر مطالعہ آیت ۱۰۳۔

تَلَطَّفَ يَتَلَطَّفُ (تفعّل) تَلَطُّفًا : بتکلّف نرمی اختیار کرنا۔ ﴿فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ﴾ (الکہف:۱۹) ''پھر چاہیے کہ وہ لائے تمہارے لیے کچھ کھانا اس میں سے اور چاہیے کہ وہ نرمی اختیار کرے۔''

ترکیب: (آیت ۱۰۱) ''يَكُوْنُ'' کَانَ تامہ ہے اور ''وَلَدٌ'' اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے حالتِ رفع میں ہے۔ (آیت ۱۰۲) ''ذٰلِكُمُ اللّٰهُ'' مرکب اشاری اور مبتدا ہے۔ ''رَبُّكُمْ'' اس کی خبر ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ''ذٰلِكُمْ'' کو مبتدا اور ''اللّٰهُ'' کو خبر مانیں، تو ''رَبُّكُمْ'' بدل ہوگا ''اللّٰهُ'' کا۔ ترجمے میں ہم پہلی صورت کو ترجیح دیں گے۔ (آیت ۱۰۴) ''لِنَفْسِهٖ'' قائم مقام خبر ہے۔ اس کا مبتدا ''فَبَصِيْرَتُهٗ'' محذوف ہے۔ اسی طرح ''عَلَيْهَا'' کا مبتدا ''فَعَمِيُهٗ'' محذوف ہے۔ (آیت ۱۰۵) ''لِيَقُوْلُوْا'' پر لام عاقبت ہے جبکہ ''لِنُبَيِّنَهٗ'' پر لامِ کَی ہے۔

ترجمہ:

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : (وہ) زمین اور آسمانوں کا ایجاد کرنے والا ہے	اَنّٰى : کہاں سے
يَكُوْنُ : ہوگی	لَهٗ : اس کے لیے
وَلَدٌ : کوئی اولاد	وَّ : اس حال میں کہ
لَمْ تَكُنْ : تھی ہی نہیں	لَّهٗ : اس کے لیے
صَاحِبَةٌ : کوئی ساتھی (یعنی بیوی)	وَخَلَقَ : اور اس نے پیدا کیا
كُلَّ شَيْءٍ : ہر چیز کو	وَهُوَ : اور وہ
بِكُلِّ شَيْءٍ : ہر چیز کو	عَلِيْمٌ : جاننے والا ہے
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ : یہ اللہ	رَبُّكُمْ : تمہارا رب ہے
لَآ اِلٰهَ : کوئی الٰہ نہیں ہے	اِلَّا : سوائے اس کے کہ
هُوَ : وہ (ہی)	خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ : جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے
فَاعْبُدُوْهُ : پس تم بندگی کرو اس کی	وَهُوَ : اور وہ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ : ہر چیز کا	وَّكِيْلٌ : کارساز ہے
لَا تُدْرِكُهُ : نہیں پاتیں اس کو	الْاَبْصَارُ : آنکھیں
وَهُوَ : اور وہ	يُدْرِكُ : پالیتا ہے
الْاَبْصَارَ : آنکھوں کو	وَهُوَ : اور وہ
اللَّطِيْفُ : باریک بین ہے	الْخَبِيْرُ : باخبر ہے

قَدْ جَآءَكُمْ : آ چکی ہیں تمہارے پاس	بَصَآئِرُ : سمجھ میں آنے والی دلیلیں
مِنْ رَّبِّكُمْ :تمہارے ربّ (کی طرف) سے	فَمَنْ : پس جو
اَبْصَرَ : بینا ہوا	فَلِنَفْسِهٖ : تو (اس کی بصیرت) اس کے اپنے لیے ہے
وَمَنْ : اور جو	عَمِيَ : اندھا ہوا
فَعَلَيْهَا : تو (اس کا اندھا پن) اس پر ہے	وَمَآ اَنَا : اور میں نہیں ہوں
عَلَيْكُمْ : تم لوگوں پر	بِحَفِيْظٍ : کوئی نگرانی کرنے والا
وَكَذٰلِكَ : اور اس طرح	نُصَرِّفُ : ہم پھیر بدل کر بیان کرتے ہیں
الْاٰيٰتِ : نشانیوں کو	وَلِيَقُوْلُوْا : اور نتیجتاً وہ کہتے ہیں
دَرَسْتَ : تو نے سبق پڑھا	وَلِنُبَيِّنَهٗ : اور تاکہ ہم واضح کریں اس کو
لِقَوْمٍ : ایسے لوگوں کے لیے	يَّعْلَمُوْنَ : جو علم رکھتے ہیں
اِتَّبِعْ : آپؐ پیروی کریں	مَآ : اس کی جو
اُوْحِيَ : وحی کی گئی	اِلَيْكَ : آپؐ کی طرف
مِنْ رَّبِّكَ : آپؐ کے ربّ (کی جانب) سے	لَآ اِلٰهَ : کوئی الٰہ نہیں ہے
اِلَّا : سوائے اس کے کہ	هُوَ : وہ (ہی)
وَاَعْرِضْ : اور آپؐ بے رخی برتیں	عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ : شرک کرنے والوں سے
وَلَوْ : اور اگر	شَآءَ : چاہتا
اللّٰهُ : اللہ	مَآ اَشْرَكُوْا : تو یہ لوگ شرک نہ کرتے
وَمَا جَعَلْنٰكَ : اور ہم نے نہیں بنایا آپؐ کو	عَلَيْهِمْ : ان پر
حَفِيْظًا : کوئی نگرانی کرنے والا	وَمَآ اَنْتَ : اور آپؐ نہیں ہیں
عَلَيْهِمْ : ان کے	بِوَكِيْلٍ : کوئی کارساز

نوٹ : انسان کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ میں اہلِ سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اس دنیا میں یہ ممکن نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے زیارت کی درخواست کی تو جواب ملا کہ آپؑ ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے (الاعراف:۱۴۳) البتہ آخرت میں مؤمنین کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔ یہ بات متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے اور قرآن مجید میں بھی ہے کہ ''قیامت کے روز بہت سے چہرے تر و تازہ، ہشاش بشاش ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔'' (القیامۃ:۲۲۔۲۳) البتہ کفار و منکرین اس روز بھی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ کی زیارت سے محروم رہیں گے۔ (المطففین:۱۵) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت کی ساری نعمتوں سے بڑھ کر یہ نعمت ہوگی کہ وہاں جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔ (مسلم) اور اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو جنت میں خاص درجہ عطا فرمائیں گے، ان کو روزانہ صبح و شام زیارت نصیب ہوگی۔ (ترمذی۔ مسند احمد)

آیت زیرِ مطالعہ لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ کا مطلب یہ ہے کہ انسانی نگاہ اس کی ذات کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس کی ذات غیر محدود اور انسانی نگاہ محدود ہے۔ دنیا میں انسانی نگاہ میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ رؤیت کو بھی برداشت کر سکے۔ البتہ قیامت میں یہ قوت پیدا ہو جائے گی تو زیارت ہو سکے گی۔ لیکن ذاتِ حق کا احاطہ اس وقت بھی نہ ہو سکے گا۔ (معارف القرآن)

آیات ۱۰۸ تا ۱۱۳

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدۡوًاۢ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ‌ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ
اُمَّةٍ عَمَلَهُمۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمۡ مَّرۡجِعُهُمۡ فَيُنَبِّئُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۞ وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ
اَيۡمَانِهِمۡ لَٮِٕنۡ جَآءَتۡهُمۡ اٰيَةٌ لَّيُـؤۡمِنُنَّ بِهَا‌ؕ قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰيٰتُ عِنۡدَ اللّٰهِ‌ وَمَا يُشۡعِرُكُمۡ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا
جَآءَتۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۞ وَنُقَلِّبُ اَفۡـِٕدَتَهُمۡ وَاَبۡصَارَهُمۡ كَمَا لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمۡ فِىۡ
طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ۞ وَلَوۡ اَنَّنَا نَزَّلۡنَاۤ اِلَيۡهِمُ الۡمَلٰۤٮِٕكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الۡمَوۡتٰى وَحَشَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ كُلَّ شَىۡءٍ
قُبُلًا مَّا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ يَجۡهَلُوۡنَ ۞ وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ
عَدُوًّا شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ يُوۡحِىۡ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا‌ ؕ وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ
مَا فَعَلُوۡهُ‌ فَذَرۡهُمۡ وَمَا يَفۡتَرُوۡنَ ۞ وَلِتَصۡغٰۤى اِلَيۡهِ اَفۡـِٕدَةُ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ وَلِيَرۡضَوۡهُ
وَلِيَقۡتَرِفُوۡا مَا هُمۡ مُّقۡتَرِفُوۡنَ ۞

ف ء د

فَأَدَ يَفْأَدُ (ف) فَأْدًا: (۱) دل پر مارنا، دل پر لگانا۔ (۲) دل پر لگنا، بزدل ہونا۔

فُؤَادٌ ج اَفْئِدَةٌ (اسم ذات): دل۔ ﴿وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ﴾ (القصص: ۱۰) ”اور ہو گیا موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کا دل بے قرار۔“

ز خ ر ف

زَخْرَفَ يُزَخْرِفُ (رباعی) زَخْرَفَةً: سجانا، ملمع چڑھانا۔

زُخْرُفٌ (اسم ذات): (۱) سجاوٹ، ملمع (۲) سونا (کیونکہ سجاوٹ کے لیے سونا زیادہ استعمال ہوتا ہے) ﴿اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ﴾ (الاسراء: ۹۳) ”یا ہو تا تیرے لیے کوئی گھر سونے کا۔“

ص غ و

صَغِيَ يَصْغٰى (س) صَغًى: مائل ہونا، کسی کی طرف جھکنا۔ زیرِ مطالعہ آیت ۱۱۳۔

ق ر ف

قَرَفَ يَقْرِفُ (ض) قَرْفًا: درخت کی چھال اتارنا، کسی چیز کو چھیلنا۔

اِقْتَرَفَ (افتعال) اِقْتِرَافًا: کمانا، ارتکاب کرنا۔ زیرِ مطالعہ آیت ۱۱۳۔

مُقْتَرِفٌ (اسم الفاعل) :ارتکاب کرنے والا۔زیر مطالعہ آیت ۱۱۳۔

ترکیب

(آیت ۱۰۸) ''تَسُبُّوْا'' اور ''یَدْعُوْنَ'' دونوں کا مفعول ''الَّذِیْنَ'' ہے۔ ''فَیَسُبُّوْا'' کا ''فَا'' سببیہ ہے۔ ''عَدْوًا'' حال ہے۔ (آیت ۱۰۹) ''جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ'' میں ''جَھْدَ'' کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ بھی حال ہے۔ ''مَا یُشْعِرُ'' کا ''مَا'' استفہامیہ ہے۔ ''اَنَّھَا'' کی ضمیر ''اٰیَۃٌ'' کے لیے ہے۔ (آیت ۱۱۰) ''اَوَّلَ مَرَّۃٍ'' میں ''اَوَّلَ'' ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (آیت ۱۱۲) ''عَدُوًّا'' واحد اور جمع' دونوں کے لیے آتا ہے اس لیے اس کا بدل ''شَیٰطِیْنَ'' کے بجائے ''شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ'' بھی درست ہے۔ ''وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ'' سے ''یَفْتَرُوْنَ'' تک درمیان میں جملہ معترضہ ہے اور ''وَلِتَصْغٰی'' کا تعلق ''یُوْحِیْ'' والے جملے سے ہے۔ ''اِلَیْہِ'' کی ضمیر ''زُخْرُفَ الْقَوْلِ'' کے لیے ہے۔

ترجمہ:

وَلَا تَسُبُّوْا :اور تم گالی مت دو

الَّذِیْنَ :ان کو جن کو

یَدْعُوْنَ :یہ پکارتے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ :اللہ کے علاوہ

فَیَسُبُّوْا :نتیجتاً وہ برا کہیں گے

اللّٰہَ :اللہ کو

عَدْوًا :زیادتی کرتے ہوئے

بِغَیْرِ عِلْمٍ :کسی علم کے بغیر

کَذٰلِکَ :اس طرح

زَیَّنَّا :ہم نے خوشنما کیا

لِکُلِّ اُمَّۃٍ :ہر ایک گروہ کے لیے

عَمَلَھُمْ :ان کے عمل کو

ثُمَّ :پھر

اِلٰی رَبِّھِمْ :اپنے ربّ کی طرف

مَّرْجِعُھُمْ :ان کا لوٹنا ہے

فَیُنَبِّئُھُمْ :پھر وہ جتا دے گا انہیں

بِمَا :اس کو جو

کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ :وہ لوگ کرتے تھے

وَاَقْسَمُوْا :اور انہوں نے قسم کھائی

بِاللّٰہِ :اللہ کی

جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ :اپنی قسموں کا زور لگاتے ہوئے (یعنی پختہ کرتے ہوئے)

لَئِنْ :کہ یقیناً اگر

جَآءَتْھُمْ :آئے ان کے پاس

اٰیَۃٌ :کوئی نشانی (یعنی معجزہ)

لَّیُؤْمِنُنَّ :تو وہ لازماً ایمان لائیں گے

بِھَا :اس سے

قُلْ :آپؐ کہیے

اِنَّمَا :کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

الْاٰیٰتُ :نشانیاں

عِنْدَ اللّٰہِ :اللہ کے پاس ہیں

وَمَا یُشْعِرُکُمْ :اور تم کو کیا چیز شعور دیتی ہے (یعنی تم کو کیا خبر)

اَنَّھَآ :کہ وہ

اِذَا : جب

جَآءَتْ : آئے

لَا يُؤْمِنُوْنَ : تو یہ ایمان نہ لائیں

وَنُقَلِّبُ : اور ہم پلٹ دیتے ہیں

اَفْئِدَتَهُمْ : ان کے دلوں کو

وَاَبْصَارَهُمْ : اور ان کی نگاہوں کو

كَمَا : جیسے کہ

لَمْ يُؤْمِنُوْا : یہ لوگ ایمان نہیں لائے

بِهٖٓ : اس پر

اَوَّلَ مَرَّةٍ : پہلی مرتبہ

وَّنَذَرُهُمْ : اور ہم چھوڑ دیتے ہیں ان کو

فِيْ طُغْيَانِهِمْ : ان کی سرکشی میں

يَعْمَهُوْنَ : بھٹکتے ہوئے

وَلَوْ : اور اگر

اَنَّنَا : یہ کہ ہم

نَزَّلْنَآ : اتاریں

اِلَيْهِمُ : ان کی طرف

الْمَلٰٓئِكَةَ : فرشتوں کو

وَكَلَّمَهُمُ : اور بات کریں ان سے

الْمَوْتٰى : مردے

وَحَشَرْنَا : اور ہم اکٹھا کردیں

عَلَيْهِمْ : ان پر

كُلَّ شَيْءٍ : ہر چیز کو

قُبُلًا : سامنے ہوتے ہوئے

مَّا كَانُوْا : تو (بھی) وہ لوگ نہیں ہیں

لِيُؤْمِنُوْٓا : کہ ایمان لائیں

اِلَّآ اَنْ : سوائے اس کے کہ

يَّشَآءَ اللّٰهُ : چاہے اللہ

وَلٰكِنَّ : اور لیکن

اَكْثَرَهُمْ : ان کے اکثر

يَجْهَلُوْنَ : غلط عقائد رکھتے ہیں

وَكَذٰلِكَ : اور اس طرح

جَعَلْنَا : ہم نے بنائے

لِكُلِّ نَبِيٍّ : ہر ایک نبی کے لیے

عَدُوًّا : کچھ دشمن

شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ : جو جنوں اور انسانوں کے شیاطین ہیں

يُوْحِيْ : پیغام رسانی کرتے ہیں

بَعْضُهُمْ : ان کے بعض

اِلٰى بَعْضٍ : بعض کی طرف

زُخْرُفَ الْقَوْلِ : بات کے ملمع سے

غُرُوْرًا : دھوکے ہوتے ہوئے

وَلَوْ : اور اگر

شَآءَ : چاہتا

رَبُّكَ : آپؐ کا رب

مَا فَعَلُوْهُ : تو وہ یہ نہ کرتے

فَذَرْهُمْ : پس آپؐ چھوڑیں ان کو

وَمَا : اور اس کو جو

يَفْتَرُوْنَ : یہ گھڑتے ہیں

وَلِتَصْغٰٓى : اور تاکہ مائل ہوں

اِلَيْهِ : اس کی طرف

اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ : ان کے دل جو

لَا يُؤْمِنُوْنَ : ایمان نہیں رکھتے

بِالْاٰخِرَةِ : آخرت پر

وَلِيَرْضَوْهُ : اور تاکہ وہ پسند کریں اس کو

وَلِيَقْتَرِفُوْا : اور تاکہ وہ ارتکاب کریں	مَا : اس کا جس کا
هُمْ : وہ	مُّقْتَرِفُوْنَ : ارتکاب کرنے والے ہیں

نوٹ : قَلْبٌ اور فُؤَادٌ دونوں کے معنی دل ہی ہے۔ لیکن فُؤَادٌ کا لفظ اس عضو کے لیے استعمال نہیں ہوتا جو سینے کے اندر دھڑکتا ہے‘ بلکہ اس مقام کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انسان کے شعور و ادراک‘ جذبات و خواہشات‘ عقائد و افکار اور نیتوں اور ارادوں کا مقام ہے۔ (تفہیم القرآن‘ ج ۶‘ ص ۴۵۹) یہ بات نوٹ کرنا بھی ضروری ہے کہ قَلْبٌ اور اس کی جمع قُلُوْبٌ کے الفاظ گوشت کے اس لوتھڑے کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں جو ہمارے جسم میں خون پمپ کرتا ہے‘ لیکن اس معنی میں قرآن مجید ان الفاظ کو استعمال نہیں کرتا۔ قَلْبٌ اور قُلُوْبٌ کو بھی قرآن مجید عام طور پر اس مقام کے لیے ہی استعمال کرتا ہے جو انسان کی خواہشات اور امنگوں کی آماجگاہ ہے۔ اس بات کو ذہن میں واضح کر کے جب ہم قرآن مجید کے ایسے مقامات کا مطالعہ کرتے ہیں تو پھر ایسی آیات کا مفہوم بہتر طور پر ذہن میں اُجاگر ہوتا ہے۔

پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کا کہنا ہے کہ کسی خارجی دباؤ سے انسان کے عقائد میں تبدیلی نہیں آتی۔ عقائد میں تبدیلی اسی وقت آتی ہے جب انسان کے اندر کوئی تبدیلی آئے (ترجمہ قرآن کیسٹ سیریز)۔ حافظ صاحب مرحوم کی بات کو عام فہم انداز میں یوں سمجھ لیں کہ جب تک انسان کی امنگوں‘ نیتوں اور ارادوں میں تبدیلی نہ آئے‘ کوئی بڑے سے بڑا معجزہ بھی اس کے نظریات و عقائد کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ آیات زیر مطالعہ میں اسی حقیقت سے انسان کو آگاہ کیا گیا ہے۔ آیت ۱۱۳ میں اس حقیقت کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے کہ امنگوں اور ارادوں میں تبدیلی کے ضمن میں ایمان بالآخرۃ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

آیات ۱۱۴ تا ۱۱۷

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝

خ ر ص

خَرَصَ يَخْرُصُ (ن) خَرْصًا : کسی پیمانے یا وزن کے بغیر پھلوں کا اندازہ کرنا‘ تخمینہ لگانا‘ اٹکل لگانا۔ زیر مطالعہ آیت ۱۱۶۔

خَرَّاصٌ (فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ) : بار بار اور ہر وقت اٹکل لگانے والا یعنی جھوٹا۔ ﴿قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝۱۰﴾ (الذّٰریٰت) ”مارے گئے جھوٹ اڑانے والے۔“

ترکیب

(آیت ۱۱۴) ''تَبْتَغِیْ'' کا مفعول ''غَیْرَ اللّٰہِ'' ہے جبکہ ''حَکَمًا'' تمیز ہے۔ ''مُفَصَّلًا'' اسم المفعول ہے اور حال ہے۔ (آیت ۱۱۵) ''صِدْقًا'' اور ''عَدْلًا'' کو تمیز بھی مانا جا سکتا ہے اور حال بھی۔ (آیت ۱۱۶) ''تُطِعْ'' کا مفعول ''اَکْثَرَ مَنْ'' ہے اور جوابِ شرط ہونے کی وجہ سے ''یُضِلُّوْا'' مجزوم ہوا ہے۔ ''اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ'' اور ''اِنْ ھُمْ'' دونوں میں ''اِنْ'' نافیہ ہے کیونکہ آگے ''اِلَّا'' آیا ہے۔ ''اَعْلَمُ'' تفضیل کل ہے اور اس کا مفعول ''مَنْ'' ہے۔

ترجمہ:

اَفَغَیْرَ اللّٰہِ : تو کیا اللہ کے علاوہ (کسی کو)	اَبْتَغِیْ : میں چاہوں
حَکَمًا : بطور منصف کے	وَّ : حالانکہ
ھُوَ : وہ	الَّذِیْٓ : وہ ہے جس نے
اَنْزَلَ : اتاری	اِلَیْکُمُ : تمہاری طرف
الْکِتٰبَ : کتاب	مُفَصَّلًا : تفصیل سے بیان کی ہوئی
وَالَّذِیْنَ : اور وہ لوگ	اٰتَیْنٰھُمُ : ہم نے دی جن کو
الْکِتٰبَ : کتاب	یَعْلَمُوْنَ : وہ جانتے ہیں
اَنَّہٗ : کہ یہ	مُنَزَّلٌ : اتاری ہوئی ہے
مِّنْ رَّبِّکَ : آپؐ کے رب (کی طرف) سے	بِالْحَقِّ : حق کے ساتھ
فَلَا تَکُوْنَنَّ : تو آپؐ ہرگز نہ ہوں	مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ : شک کرنے والوں میں سے
وَتَمَّتْ : اور پورا ہوا	کَلِمَتُ رَبِّکَ : آپؐ کے رب کا فرمان
صِدْقًا : بطور سچائی کے	وَّعَدْلًا : اور بطور عدل کے
لَا مُبَدِّلَ : کوئی تبدیلی کرنے والا نہیں ہے	لِکَلِمٰتِہٖ : اس کے فرمانوں کا
وَھُوَ : اور وہی	السَّمِیْعُ : سننے والا ہے
الْعَلِیْمُ : جاننے والا ہے	وَاِنْ : اور اگر
تُطِعْ : آپؐ اطاعت کریں گے	اَکْثَرَ مَنْ : ان کی اکثریت کی جو
فِی الْاَرْضِ : زمین میں ہیں	یُضِلُّوْکَ : تو وہ بھٹکا دیں گے آپؐ کو
عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ : اللہ کے راستے سے	اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ : وہ لوگ پیروی نہیں کرتے
اِلَّا : مگر	الظَّنَّ : گمان کی
وَاِنْ ھُمْ : اور وہ نہیں ہیں	اِلَّا : مگر یہ کہ
یَخْرُصُوْنَ : اٹکل لگاتے ہیں	اِنَّ : بے شک

رَبَّكَ : آپ کا رب
هُوَ : وہی ہے
اَعۡلَمُ : سب سے زیادہ جاننے والا ہے
مَنۡ : اس کو جو
یَّضِلُّ : بھٹکتا ہے
عَنۡ سَبِیۡلِهٖ : اس کے راستے سے
وَهُوَ : اور وہی
اَعۡلَمُ : سب سے زیادہ جاننے والا ہے
بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ : ہدایت پانے والوں کو

نوٹ : آیت ۱۱۶ کے حوالے سے کچھ لوگ یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام میں جمہوریت نہیں ہے' لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ البتہ اس سے یہ ہدایت ضرور ملتی ہے کہ اکثریت کی رائے کو حق و باطل کا معیار قرار دینا درست نہیں ہے۔ اس کا معیار کچھ اور ہو گا۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم۔ ترجمہ قرآن کیسٹ سیریز) آیت ۱۱۶ کے ساتھ آیت ۱۱۵ کو بھی ملا کر غور کیا جائے تو بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو احکام قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان میں کسی قسم کی تبدیلی کا اختیار عوام کی اکثریت کو اور کسی قانون ساز اسمبلی کو حاصل نہیں ہے۔ اس طرح ان آیات سے جمہوریت کی نفی تو نہیں ہوتی' البتہ قانون ساز اسمبلی کے اختیارِ مطلق پر تحدید عائد کرنے کے لیے یہ آیات نص صریح ہیں کہ قرآن وحدیث کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں کی جا سکتی۔

آیات ۱۱۸ تا ۱۲۱

فَكُلُوۡا مِمَّا ذُكِرَ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَيۡهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ بِاٰيٰتِهٖ مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمۡ اَلَّا تَاۡكُلُوۡا مِمَّا ذُكِرَ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَيۡهِ وَقَدۡ فَصَّلَ لَكُمۡ مَّا حَرَّمَ عَلَيۡكُمۡ اِلَّا مَا اضۡطُرِرۡتُمۡ اِلَيۡهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيۡرًا لَّيُضِلُّوۡنَ بِاَهۡوَآئِهِمۡ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُعۡتَدِيۡنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوۡا ظَاهِرَ الۡاِثۡمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡسِبُوۡنَ الۡاِثۡمَ سَيُجۡزَوۡنَ بِمَا كَانُوۡا يَقۡتَرِفُوۡنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاۡكُلُوۡا مِمَّا لَمۡ يُذۡكَرِ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَيۡهِ وَاِنَّهٗ لَفِسۡقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيۡنَ لَيُوۡحُوۡنَ اِلٰٓى اَوۡلِيٰٓـئِهِمۡ لِيُجَادِلُوۡكُمۡ ۚ وَاِنۡ اَطَعۡتُمُوۡهُمۡ اِنَّكُمۡ لَمُشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾

ترجمہ:

فَكُلُوۡا : پس تم لوگ کھاؤ
مِمَّا : اس میں سے
ذُكِرَ اسۡمُ اللّٰهِ : اللہ کا نام یاد کیا گیا
عَلَيۡهِ : جس پر
اِنۡ : اگر
كُنۡتُمۡ : تم لوگ ہو
بِاٰيٰتِهٖ : اس کی آیتوں پر
مُؤۡمِنِيۡنَ : ایمان لانے والے
وَمَا لَكُمۡ : اور تمہیں کیا ہے
اَلَّا تَاۡكُلُوۡا : کہ تم لوگ نہیں کھاتے
مِمَّا : اس میں سے
ذُكِرَ اسۡمُ اللّٰهِ : اللہ کا نام یاد کیا گیا
عَلَيۡهِ : جس پر
وَ : حالانکہ

قَدْ فَصَّلَ: اس نے تفصیل سے بیان کیا ہے
لَکُمْ: تمہارے لیے

مَّا: اس کو جو
حَرَّمَ: اس نے حرام کیا

عَلَیْکُمْ: تم پر
اِلَّا: مگر

مَا: وہ چیز
اضْطُرِرْتُمْ: تم لوگ مجبور کیے گئے

اِلَیْہِ: جس کی طرف
وَاِنَّ: اور بے شک

کَثِیْرًا: اکثر (لوگ)
لَّیُضِلُّوْنَ: یقیناً بھٹکاتے ہیں

بِاَھْوَآئِھِمْ: اپنی خواہشات سے
بِغَیْرِ عِلْمٍ: کسی علم کے بغیر

اِنَّ رَبَّکَ: بے شک آپؐ کا رب
ھُوَ: وہی

اَعْلَمُ: سب سے زیادہ جاننے والا ہے
بِالْمُعْتَدِیْنَ: حد سے بڑھنے والوں کو

وَ: اور
ذَرُوْا: تم لوگ چھوڑ دو

ظَاھِرَ الْاِثْمِ: گناہ کے ظاہر کو
وَبَاطِنَہٗ: اور اس کے باطن کو

اِنَّ: بے شک
الَّذِیْنَ: جو لوگ

یَکْسِبُوْنَ: کماتے ہیں
الْاِثْمَ: گناہ کو

سَیُجْزَوْنَ: عنقریب ان کو بدلہ دیا جائے گا
بِمَا: بسبب اس کے جس کا

کَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ: وہ لوگ ارتکاب کرتے تھے
وَلَا تَاْکُلُوْا: اور تم لوگ مت کھاؤ

مِمَّا: اس میں سے
لَمْ یُذْکَرِ: یاد نہیں کیا گیا

اسْمُ اللّٰہِ: اللہ کا نام
عَلَیْہِ: جس پر

وَاِنَّہٗ: اور بے شک یہ
لَفِسْقٌ: یقیناً نافرمانی ہے

وَاِنَّ: اور بے شک
الشَّیٰطِیْنَ: شیطان لوگ

لَیُوْحُوْنَ: یقیناً پیغام رسانی کرتے ہیں
اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِھِمْ: اپنے کارسازوں کی طرف

لِیُجَادِلُوْکُمْ: تاکہ وہ تم لوگوں سے مناظرہ کریں
وَاِنْ: اور اگر

اَطَعْتُمُوْھُمْ: تم لوگ اطاعت کرو گے ان کی
اِنَّکُمْ: تو بے شک تم

لَمُشْرِکُوْنَ: یقیناً شرک کرنے والے ہو

نوٹ: کچھ قدیم علماء نے ظاہری گناہ اور باطنی گناہ سے کچھ مخصوص گناہ مراد لیے ہیں۔ موجودہ دور کے علماء میں سے مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے باطنی گناہ سے شرکیہ عقائد اور ظاہری گناہ سے شرکیہ عقائد کے مظاہر مراد لیے ہیں۔ جبکہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے: ''لیکن صحیح یہی ہے کہ آیت اس بارے میں بالکل عام ہے، کسی بات کی تخصیص نہیں ہے''۔ یعنی اس آیت میں ہر قسم کے کھلے اور چھپے گناہ کو چھوڑنے کی تاکید ہے۔

آیات ۱۲۲ تا ۱۲۷

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

ص غ ر

صَغِرَ یَصْغَرُ (س) صَغَرًا : چھوٹا ہونا۔

صَغِیْرٌ (فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت): چھوٹا۔ ﴿وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾﴾ (القمر) ''اور ہر چھوٹا بڑا سب کچھ لکھا ہوا ہے۔''

اَصْغَرُ (اَفعل تفضیل): زیادہ چھوٹا۔ ﴿لَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾﴾ (یونس) ''نہ اس سے زیادہ کوئی چھوٹی چیز ہے اور نہ ہی کوئی بڑی چیز ہے' مگر یہ کہ وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔''

صَغُرَ یَصْغُرُ (ک) صَغَارًا : حقیر ہونا' ذلیل ہونا۔

صَغَارٌ (اسم ذات بھی ہے) : ذلت۔ زیر مطالعہ آیت ۱۲۴۔

صَاغِرٌ (اسم الفاعل): چھوٹا ہونے والا' حقیر ہونے والا' ذلیل ہونے والا۔ ﴿اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾﴾ (الاعراف) ''بے شک تو حقیر و ذلیل ہونے والوں میں سے ہے۔''

ش ر ح

شَرَحَ یَشْرَحُ (ف) شَرْحًا: (۱) گوشت کے لمبے لمبے ٹکڑے کاٹ کر اسے پھیلانا۔ پھر مطلقاً وسعت دینا' کشادہ کرنے کے لیے آتا ہے۔ ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾﴾ (الانشراح) ''کیا ہم نے کشادہ نہیں کیا آپ کے لیے آپ کے سینے کو۔'' (۲) کسی کام یا مسئلہ کے گہرے مطالب کو کھولنا۔ پھر مطلقاً کھولنا کے لیے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت ۱۲۵۔

اِشْرَحْ (فعل امر) : تو کشادہ کر' تو کھول۔ ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾﴾ (طٰہٰ) ''اے میرے رب تو کھول دے میرے لیے میرے سینے کو۔''

ض ی ق

ضَاقَ یَضِیْقُ (ض) ضَیْقًا : تنگ ہونا' گھٹنا۔ ﴿وَضَاقَتْ عَلَیْکُمُ الْاَرْضُ﴾ (التوبة:٢٥) ''اور تنگ ہو گئی تم لوگوں پر زمین۔''

ضَیْقٌ (اسم ذات) : تنگی' گھٹن۔ ﴿وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ﴾ (النحل) ''اور آپؐ مت پڑھیں گھٹن میں اس سے جو یہ لوگ مکر کرتے ہیں۔''

ضَائِقٌ (اسم الفاعل) : تنگ ہونے والا' گھٹنے والا۔ ﴿فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضَ مَا یُوْحٰۤی اِلَیْکَ وَضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُکَ﴾ (ھود:١٢) ''تو شاید کہ آپؐ چھوڑنے والے ہوں اس کے بعض کو جو وحی کیا جاتا ہے آپؐ کی طرف اور گھٹنے والا ہو اس سے آپؐ کا سینہ۔''

ضَیِّقٌ (فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت) : تنگ۔ زیر مطالعہ آیت ۱۲۵۔

ضَیَّقَ (تفعیل) تَضْیِیْقًا : تنگ کرنا' گھوٹنا۔ ﴿وَلَا تُضَآرُّوْھُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْھِنَّ﴾ (الطلاق:٦) ''اور تم لوگ تکلیف مت دو ان کو تاکہ تنگ کرو ان کو۔''

ترکیب

(آیت ۱۲۲) ''نُوْرًا'' نکرہ مخصوصہ ہے اور ''یَمْشِیْ بِهٖ'' اس کی خصوصیت ہے۔ ''مَثَلُهٗ'' مبتدأ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ ''لَیْسَ'' کا اسم ''ھُوَ'' بھی محذوف ہے۔ ''کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ'' ماضی استمراری ہے' لیکن یہ آفاقی صداقت کا بیان ہے' اس لیے اردو محاورہ میں اس کا ترجمہ حال میں ہو گا۔ (آیت ۱۲۳) ''اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْھَا'' مرکب اضافی ہے اور ''جَعَلَ'' کا مفعولِ اوّل ہے' جبکہ اس کا مفعول ثانی محذوف ہے۔ (آیت ۱۲۴) ''سَیُصِیْبُ'' کا مفعول ''الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا'' ہے' جبکہ ''صَغَارٌ'' اور ''عَذَابٌ شَدِیْدٌ'' اس کے فاعل ہیں۔ ''فَمَنْ'' کا ''مَنْ'' شرطیہ ہے اس لیے ''یُرِدْ'' اور ''یَشْرَحْ'' مجزوم ہیں۔ ''یَجْعَلْ'' کا مفعول ثانی ''ضَیِّقًا'' ہے' جبکہ ''حَرَجًا'' حال ہے۔ ''یَصَّعَّدُ'' دراصل مادہ ''ص ع د'' سے باب تفعل کا مضارع ''یَتَصَعَّدُ'' ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہو کر ''یَصَّعَّدُ'' استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح ''یَذَّکَّرُوْنَ'' بھی دراصل ''یَتَذَکَّرُوْنَ'' ہے اور اس سے پہلے ''مُسْتَقِیْمًا'' حال ہے۔

ترجمہ:

اَوَ مَنْ : اور کیا وہ' جو	کَانَ : تھا
مَیْتًا : مردہ	فَاَحْیَیْنٰهُ : پھر ہم نے زندگی دی اس کو
وَجَعَلْنَا : اور ہم نے بنایا	لَهٗ : اس کے لیے
نُوْرًا : ایک نور	یَّمْشِیْ : وہ چلتا پھرتا ہے
بِهٖ : اس سے	فِی النَّاسِ : لوگوں میں
کَمَنْ : اس کی مانند ہے	مَّثَلُهٗ : جس کے جیسا

فِی الظُّلُمٰتِ :اندھیروں میں ہے
مِّنۡهَا:ان سے
زُيِّنَ :سجایا گیا
مَا :اس کو جو
وَ كَذٰلِكَ :اور اس طرح
فِیۡ كُلِّ قَرۡيَةٍ :ہر ایک بستی میں
لِيَمۡكُرُوۡا :تا کہ وہ ساز باز کریں
وَمَا يَمۡكُرُوۡنَ :اور وہ ساز باز نہیں کرتے
بِاَنۡفُسِهِمۡ :اپنی جانوں پر
مَا يَشۡعُرُوۡنَ :وہ شعور نہیں رکھتے
جَآءَتۡهُمۡ :آتی ہے ان کے پاس
قَالُوۡا :تو وہ کہتے ہیں
حَتّٰی :یہاں تک کہ
مِثۡلَ مَآ :اس کے جیسا جو
رُسُلُ اللّٰهِ :اللہ کے رسولوں کو
اَعۡلَمُ :سب سے زیادہ جاننے والا ہے
يَجۡعَلُ :وہ بنائے (یعنی رکھے)
سَيُصِيۡبُ :عنقریب پہنچے گی
اَجۡرَمُوۡا :جرم کیا
عِنۡدَ اللّٰهِ :اللہ کے پاس سے
بِمَا :بسبب اس کے جو
فَمَنۡ :پس جس کے لیے
اللّٰهُ :اللہ
يَّهۡدِيَهٗ :وہ ہدایت دے اس کو
صَدۡرَهٗ :اس کے سینے کو
وَمَنۡ :اور جس کے لیے
اَنۡ :کہ
يَجۡعَلۡ :تو وہ بنا دیتا ہے

لَيۡسَ بِخَارِجٍ :(وہ) نکلنے والا نہیں ہے
كَذٰلِكَ :اس طرح
لِلۡكٰفِرِيۡنَ :کافروں کے لیے
كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ :یہ لوگ کرتے ہیں
جَعَلۡنَا :ہم نے بنایا
اَكٰبِرَ مُجۡرِمِيۡهَا:اس کے مجرموں کے سردار
فِيۡهَا :اس میں
اِلَّا :مگر
وَ :اس حالت میں کہ
وَاِذَا :اور جب بھی
اٰيَةٌ :کوئی نشانی
لَنۡ نُّؤۡمِنَ :ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے
نُؤۡتٰی :ہم کو دیا جائے
اُوۡتِیَ :دیا گیا
اَللّٰهُ :اللہ
حَيۡثُ :(کہ) کہاں
رِسٰلَتَهٗ :اپنی رسالت کو
الَّذِيۡنَ :ان لوگوں کو جنہوں نے
صَغَارٌ :ایک ذلت
وَعَذَابٌ شَدِيۡدٌ :اور ایک شدید عذاب
كَانُوۡا يَمۡكُرُوۡنَ :یہ لوگ ساز باز کرتے ہیں
يُّرِدِ :ارادہ کرتا ہے
اَنۡ :کہ
يَّشۡرَحۡ : تو وہ کشادہ کر دیتا ہے
لِلۡاِسۡلَامِ :اسلام کے لیے
يُّرِدۡ :وہ ارادہ کرتا ہے
يُّضِلَّهٗ :وہ بھٹکا دے اس کو
صَدۡرَهٗ :اس کے سینے کو

ضَيِّقًا : تنگ	حَرَجًا : تنگ ہوتے ہوئے
كَاَنَّمَا : گویا	يَصَّعَّدُ : وہ ہانپتے کانپتے چڑھتا ہے
فِي السَّمَآءِ : آسمان میں	كَذٰلِكَ : اس طرح
يَجْعَلُ : رکھ دیتا ہے	اللّٰهُ : اللہ
الرِّجْسَ : نجاست کو	عَلَى الَّذِيْنَ : ان لوگوں پر جو
لَا يُؤْمِنُوْنَ : ایمان نہیں لاتے	وَهٰذَا : اور یہ
صِرَاطُ رَبِّكَ : آپؐ کے رب کا راستہ ہے	مُسْتَقِيْمًا : ہر کجی اور جھکاؤ سے پاک ہوتے ہوئے
قَدْ فَصَّلْنَا : ہم نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے	الْاٰيٰتِ : نشانیوں کو
لِقَوْمٍ : ایسے لوگوں کے لیے جو	يَّذَّكَّرُوْنَ : نصیحت حاصل کرتے ہیں
لَهُمْ : ان کے لیے	دَارُ السَّلٰمِ : سلامتی کا گھر ہے
عِنْدَ رَبِّهِمْ : ان کے رب کے پاس	وَهُوَ : اور وہ
وَلِيُّهُمْ : ان کا کارساز ہے	بِمَا : بسبب اس کے جو
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ : یہ لوگ کرتے ہیں	

نوٹ:

(ا) یہاں موت سے مراد کفر کی زندگی ہے اور حیات سے مراد ایمان کی زندگی ہے۔ نور سے مراد وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان امتیاز اور حلال و حرام کی تفصیل کے لیے اتاری ہے۔ ظلمات سے مراد ظنون و اوہام اور خواہشات و بدعات ہیں۔ (تدبر قرآن)

(ب) يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ فرما کر اس طرف بھی رہنمائی کر دی گئی ہے کہ نورِ ایمان صرف کسی مسجد یا خانقاہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ نور دیا ہے وہ سب جگہ لوگوں کے رزم و بزم میں اس کو لیے پھرتا ہے اور ہر جگہ اس روشنی سے خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ نور کسی ظلمت سے دب نہیں سکتا۔ ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی اندھیرے میں مغلوب نہیں ہوتا۔ اس کی روشنی تیز ہوتی ہے تو دور تک پھیلتی ہے، کم ہوتی ہے تو تھوڑی جگہ کو روشن کرتی ہے، مگر اندھیرے پر بہرحال غالب ہی رہتی ہے۔ وہ روشنی ہی نہیں جو اندھیرے سے مغلوب ہو جائے۔ اسی طرح وہ ایمان ہی نہیں جو کفر سے مغلوب یا مرعوب ہو جائے۔ یہ نورِ ایمانی انسانی زندگی کے ہر شعبہ، ہر حال اور ہر دور میں انسان کے ساتھ ہے۔ (معارف القرآن)

(ج) كَمَنْ مَّثَلُهٗ عربی محاورہ ہے، جیسے ہم کہتے ہیں کہ تیرے جیسا آدمی تو یہ کام نہیں کر سکتا۔ اس سے ہماری اصل مراد یہ ہوتی ہے کہ تو یہ کام نہیں کر سکتا۔ اسی طرح عربی میں یہ کہنا کہ اس کی مانند جس کے جیسا اندھیروں میں ہے، اس سے اصل مراد یہی ہے کہ اس کی مانند جو اندھیروں میں ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

(د) زُيِّنَ فعل مجہول ہے یعنی اس کا فاعل نامعلوم ہے اور یہ پتا نہیں کہ سجانے والا کون ہے۔ لیکن انسانی ذہن

تفتیش کرنے سے باز نہیں آتا اور سوچتا ہے کہ سجانے والا کون ہوسکتا ہے۔ تو یہ بات ذہن میں واضح کر لیں کہ ''زُیِّنَ'' کا بھی فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اس میں ہر کام کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر کام اسی کے بنائے ہوئے اسباب وعلل (cause and effect) کے قوانین کے تحت ہوتا ہے۔ البتہ ہر کام کا ایک فاعل مجازی بھی ہوتا ہے جس کو ترک واختیار کی آزادی (freedom of choice) اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہوئی ہے۔ وہ اپنی آزاد مرضی سے کسی کام کو ترک کرتا ہے' کسی کو اختیار کرتا ہے اور اسی بنیاد پر وہ اپنے اعمال کا جواب دہ ہے۔ اس لحاظ سے ''زُیِّنَ'' کے فاعل مجازی شیاطین جن وانس ہیں۔ یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ یہاں فعل مجہول لا کر اس نے سجانے کے عمل کے دونوں پہلوؤں کا احاطہ کر لیا ہے۔

(۶) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم کیسے پہچانیں کہ کسی کو شرح صدر حاصل ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس کا پتا اس بات سے چلے گا کہ کون دار الآخرت کی طرف زیادہ جھکا ہوا ہے اور دنیا کے تمتعات سے کس قدر دور رہتا ہے اور موت آنے سے پہلے ہی موت کے لیے خود کو کس قدر تیار کر رکھا ہے۔ (ابن کثیر)

آیات ۱۲۸ تا ۱۳۵

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ
رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَآ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝۱۲۸ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ۝۱۲۹ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ
لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ
اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝۱۳۰ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰي بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝۱۳۱ وَلِكُلٍّ
دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۲ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ
يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝۱۳۳ اِنَّ مَا
تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۱۳۴ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۳۵

ترکیب

(آیت ۱۲۸) ''یَحْشُرُ'' کی ضمیر فاعلی گزشتہ آیت میں ''رَبِّهِمْ'' کے لیے ہے۔ ''جَمِیْعًا'' تاکید کے لیے ہے اور اس کے آگے ''فَیَقُوْلُ'' محذوف ہے۔ ''اَلْجِنِّ وَالْاِنْسِ'' پر لام جنس ہے۔ (آیت ۱۳۰) ''یُنْذِرُوْنَ'' کا مفعول اوّل ''کُمْ'' ہے اور مفعول ثانی ''لِقَاءَ'' ہے۔ (آیت ۱۳۳) ''اَلْغَنِیُّ'' صفت ہے ''رَبُّ'' کی اور یہ پورا مرکب اضافی مبتدأ ہے' جبکہ ''ذُو الرَّحْمَةِ'' اس کی خبر ہے۔ ''اٰخَرِیْنَ'' مضاف الیہ ''قَوْمٍ'' کی صفت ہے۔ (آیت ۱۳۴) ''اٰتٍ'' اسم الفاعل ہے اور ''اِنَّ'' کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت رفع

میں ہے جبکہ ''اِنَّ'' کا اسم ''مَا تُوْعَدُوْنَ'' ہے۔ ''تُوْعَدُوْنَ'' مجہول ہے۔ ثلاثی مجرد اور بابِ افعال کے مجہول ہم شکل ہو جاتے ہیں۔ اس کو اگر ثلاثی کا مجہول مانیں تو معنی ہوں گے ''وعدہ دیے جاتے ہو''۔ اگر افعال کا مجہول مانیں تو معنی ہوں گے ''دھمکائے جاتے ہو یا ڈرائے جاتے ہو''۔ دونوں طرح سے ترجمہ کو درست مانا جائے گا۔
(آیت ۱۳۵) ''عَاقِبَةُ'' کی صفت محذوف ہے اور ''الدَّارِ'' پر لام تعریف ہے۔ ''اِنَّهٗ'' ضمیر الشان ہے۔

ترجمہ:

وَيَوْمَ : اور جس دن	يَحْشُرُهُمْ : وہ اکٹھا کرے گا ان کو
جَمِيْعًا : سب کے سب کو	يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ : (پھر کہے گا) اے جنوں کے گروہ
قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ : تم نے بہت جمع کیا ہے	مِّنَ الْاِنْسِ : انسانوں میں سے
وَقَالَ : اور کہیں گے	اَوْلِيٰٓـئُهُمْ : ان کے ساتھی
مِّنَ الْاِنْسِ : انسانوں میں سے	رَبَّنَا : اے ہمارے رب
اسْتَمْتَعَ : فائدہ اٹھایا	بَعْضُنَا : ہمارے بعض نے
بِبَعْضٍ : بعض سے	وَّبَلَغْنَآ : اور ہم پہنچے
اَجَلَنَا الَّذِيْٓ : اپنی اس مدت کو جو	اَجَّلْتَ : تو نے وقت مقرر کیا
لَنَا : ہمارے لیے	قَالَ : وہ (یعنی اللہ) کہے گا
النَّارُ : آگ	مَثْوٰىكُمْ : تمہارا ٹھکانہ ہے
خٰلِدِيْنَ : ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	فِيْهَآ : اس میں
اِلَّا : مگر	مَا : وہ جو
شَآءَ : چاہے	اللّٰهُ : اللہ
اِنَّ : بے شک	رَبَّكَ : آپ کا رب
حَكِيْمٌ : حکمت والا ہے	عَلِيْمٌ : جاننے والا ہے
وَكَذٰلِكَ : اور اس طرح	نُوَلِّيْ : ہم پھیر دیں گے (یعنی ساتھ ملا دیں گے)
بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ : ظالموں کے بعض کو	بَعْضًا : بعض کے ساتھ
بِمَا : بسبب اس کے جو	كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ : وہ کمائی کرتے تھے
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ : اے انسانوں اور جنوں کے گروہ	اَ : کیا
لَمْ : نہیں	يَاْتِكُمْ : پہنچے تمہارے پاس
رُسُلٌ : کچھ رسول	مِّنْكُمْ : تم میں سے

يَقُصُّوْنَ : وہ بیان کرتے تھے

اٰيٰتِيْ : میری آیتوں (یعنی ہدایات) کو

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا : تمہارے اس دن کے ملاقات کرنے سے

شَهِدْنَا : ہم نے گواہی دی

وَغَرَّتْهُمُ : اور (یہ کہ) ان کو دھوکہ دیا

وَشَهِدُوْا : اور وہ گواہی دیں گے

اَنَّهُمْ : کہ وہ

كٰفِرِيْنَ : کفر کرنے والے

اَنْ : کہ

رَّبُّكَ : آپ کا رب

بِظُلْمٍ : ظلم سے

اَهْلُهَا : اس کے لوگ

وَلِكُلٍّ : اور ہر ایک کے لیے

مِّمَّا : اس میں سے جو

وَمَا رَبُّكَ : اور آپ کا رب نہیں ہے

عَمَّا : اس سے جو

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ : اور آپ کا بے نیاز رب

اِنْ : اگر

يُذْهِبْكُمْ : تو لے جائے تم لوگوں کو

مِنْۢ بَعْدِكُمْ : تمہارے بعد

يَشَآءُ : وہ چاہے

اَنْشَاَكُمْ : اس نے پیدا کیا تم کو

اِنَّ : بے شک

لَاٰتٍ : یقیناً آنے والی ہے

بِمُعْجِزِيْنَ : عاجز کرنے والے

عَلَيْكُمْ : تم پر

وَيُنْذِرُوْنَكُمْ : اور خبردار کرتے تھے تم کو

قَالُوْا : وہ کہیں گے

عَلٰٓى اَنْفُسِنَا : اپنی جانوں کے خلاف

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا : دنیوی زندگی نے

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ : اپنی جانوں کے خلاف

كَانُوْا : تھے

ذٰلِكَ : یہ

لَّمْ يَكُنْ : تھا ہی نہیں

مُهْلِكَ الْقُرٰى : بستیوں کو ہلاک کرنے والا

وَّ : اس حال میں کہ

غٰفِلُوْنَ : غافل ہوں

دَرَجٰتٌ : درجے ہیں

عَمِلُوْا : انہوں نے عمل کیے

بِغَافِلٍ : غافل

يَعْمَلُوْنَ : یہ لوگ عمل کرتے ہیں

ذُو الرَّحْمَةِ : رحمت والا ہے

يَّشَاْ : وہ چاہے

وَيَسْتَخْلِفْ : اور جانشین بنائے

مَّا : جس کو

كَمَآ : جیسے کہ

مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ : ایک دوسری قوم کی اولاد سے

مَا تُوْعَدُوْنَ : جس چیز سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ

وَّمَآ اَنْتُمْ : اور تم لوگ نہیں ہو

قُلْ : آپ کہیے

(باقی صفحہ 84 پر)